QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پشتون معاشرے کے مروجہ توہمات کا اسلامی عقائد کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

A Critical Analysis of Prevailing Superstitions in Pashtun Society in the Light of Islamic Beliefs

Dr. Iftikhar Ahmad
Alumni University of Malakand,PhD in Islamic Studies
iftikharkhawar455@gmail.com
Dr. Hafeezullah Khattak
Visiting Faculty Member, Khushal Khan Khattak University,
Karak.hafeez.ullah@kkkuk.edu.pk
Dr. Inayat ur Rahman
Visiting Faculty, Department of Islamic Thought and Civilization ,University of Management & Technology
inayatbary@gmail.com

Abstract

The Pashtun society possesses a distinctive cultural identity shaped by its longstanding traditions, social values, customs, and practices. Alongside these traditions, a number of popular beliefs and superstitions have also been transmitted from one generation to another. These beliefs are associated with various aspects of human life, including natural phenomena, birth and offspring, human lifespan and death, the evil eye, ill omens, and notions of misfortune. While some of these beliefs may exist merely as cultural practices, others are sometimes regarded as having an influence on good and evil, benefit and harm, and future events. The present study aims to identify selected superstitions and popular beliefs prevalent in Pashtun society and critically examine them in the light of Islamic beliefs and teachings. The study explores beliefs related to natural phenomena, perceived increase or decrease in human lifespan, birth and offspring, ill omens and misfortune, as well as certain practices adopted for protection from the evil eye. It seeks to establish that the mere prevalence or intergenerational transmission of a cultural practice cannot serve as evidence of its religious validity. A number of the beliefs examined in this study have neither a sound basis in Islamic sources nor any established causal relationship with the outcomes attributed to them. The study further highlights that such superstitions may encourage reliance on unfounded causes and consequently affect the sound Islamic understanding of monotheism, divine decree, and reliance upon Allah. The study therefore emphasizes the need for intellectual and religious reform through sound Islamic education and the promotion of an informed understanding of Islamic beliefs in society.

Keywords: *Pashtun Society, Superstitions, Ill Omens, Misfortune, Islamic Beliefs*

اسلام نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے عقیدۂ توحید، رسالت، آخرت اور تقدیر پر ایمان کی بنیاد پر ایک متوازن نظامِ فکر و عمل دیا ہے، جو انسان کو اوہام اور باطل عقائد سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ معاشروں میں مذہبی تعلیمات کے ساتھ ثقافتی و تاریخی روایات بھی منتقل ہوتی ہیں، لیکن جب یہ روایات بغیر دلیل خیر و شر یا موت و زندگی سے جوڑ دی جائیں تو وہ توہمات بن جاتی ہیں۔ پشتون معاشرے میں بھی نحوست، بدفالی، نظرِ بد اور موت و زندگی سے متعلق عوامی تصورات موجود ہیں، حالاں کہ ان کی نہ عقلی، نہ طبی اور نہ ہی شرعی بنیاد ہے۔ اسلام کے مطابق کائنات میں حقیقی تصرف صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بدشگونی کی نفی کرتے ہوئے اللہ پر توکل اور شرعی اسباب اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ زیرِ نظر تحقیق کا مقصد یہی ہے کہ پشتون معاشرے میں رائج ان توہمات کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پرکھا جائے تاکہ صحیح عقیدہ اور محض ثقافتی روایت یا غیر ثابت شدہ تصور کے درمیان فرق واضح ہو۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

عربی زبان میں عقیدہ پختہ یقین کو کہا جاتا ہے نیز عقیدہ مضبوط بندھی ہوئی گرہ کو کہتے ہیں، شریعت میں عقیدہ دین سے متعلق اس خبر کو کہتے ہیں جو دل میں خوب جم جائے کہ اس کے خلاف سوچنے یا عمل کرنے کی ہمت نہ ہو، اس کے خلاف سننے یا دیکھنے سے دل پر چوٹ سی لگے۔ عقیدہ کسی اچھی بات کا بھی ہوتا ہے اور بری بات کا بھی۔ عربی زبان میں عقیدہ کا لغوی معنی ہے: الربط، العھد، الملازمہ اور التاکید ۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہیں: الربط والشد: "مضبوطی سے باندھنا، جیسے کہا جاتا ہے": "عقد الحبل یعقد عقدا، اذا ربطہ وشدہ بقوۃ، اس نے رسی کو مضبوطی سے باندھ دیا"۔ العھد: "عہد وپیمان بنھانا، جیسے کہا جاتا ہے: "بین ھذہ القبیلۃ وتلک عقد، اس قبیلہ اور اُس قبیلہ کے درمیان عہد وپیمان ہے"۔ الملازمۃ: "لازم پکڑنا، عقد قلبہ علی الشئی اذا لزمہ، اس نے اپنے دل اس چیز پر لگار کھا ہے"۔ التاکید: "تاکید کرنا، جیسے کہا جاتا ہے: عقد البیع اذا اکدہ، اس نے عقد فروخت کی تاکید کی"۔ ([1]) خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کی وحدانیت، ربوبیت، عبادت اور صفات میں ایک ماننا اور اس کے اسماء وصفات پر پختہ یقین رکھنا ہی عقیدہ کہلاتا ہے۔

ذیل میں ان مروج پشتون توہمات کا ذکر کیا جائے گا جو اسلامی عقائد کے متعلق ہیں ان کا مختلف عنوانات (کائنات کے متعلق عقائد، انسانی عمر میں کمی اور زیادتی کے متعلق عقائد، بدشگونی، بدفالی اور نحوست کے متعلق عقائد اور مختلف طریقوں سے انسانوں کے پیدائش کے متعلق عقائد) کے تحت ذکر کیا جائے گا، اور آخر میں اس کا اسلامی نقطہ نظر سے اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

کائنات کے متعلق عقائد:

پشتون معاشرے میں کائنات کے متعلق نحوست اور مختلف قسم کے اوہام، تصورات اور عقائد موجود ہیں۔ ان میں سے چند مشہور یہ ہیں کہ جب زمین اپنی گردش کے دوران سورج اور چاند کے درمیان آجائے اور سورج کی روشنی زمین کی وجہ سے چاند پر آجائے اور اسی کی وجہ سے چاند بالکل سرخ ہو جائے۔ پشتون اس کو چاند گرہن کہتے ہیں اور اس حالت کو اپنے بد اعمال یعنی گناہوں کا سبب بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر علی خیل دریاب ([2]) اپنی کتاب میں پشتون توہمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

چاند گرہن کے متعلق توہمات:

دسپوږمۍ تندر :

هر کله چه زمکه دخپل گردش په دوران کښې دنمر او د دسپوږمۍ تر مینځه راشي او دنمر رڼا دزمکې له وجې په سپوږمۍ سورے شي ۔ او د دسپوږمۍ گوته تکه سره شي ۔ پښتانه دي ته د دسپوږمۍ تندر نیول وائي او دا حالت خلق دخپلو بد عملونو سره نسبتوي ([3])

"چاند گرہن: جب زمین اپنی گردش کے دوران سورج اور چاند کے درمیان آجائے اور سورج کی روشنی زمین کی وجہ سے چاند پر آجائے اور اسی کی وجہ سے چاند بالکل سرخ ہو جائے۔ پشتون اس کو چاند گرہن کہتے ہیں اور اس حالت کو اپنے بد اعمال یعنی گناہوں کا سبب بتاتے ہیں"۔

---

[1] - راغب اصفہانی، امام، مفردات القرآن، مترجم: عبد اللہ فیروز پوری، مکتبہ مولانا شمس الحق، لاہور، 1418ھ / 1997ء، ج 1، ص 154

[2] - پشتو ادب کے مایہ ناز ادیب، محقق، نقاد، صدارتی ایوارڈ یافتہ اور مشہور شاعر پروفیسر ڈاکٹر بادشاہ روم علی خیل دریاب صاحب (پ: 1970ء) 21 مارچ 1970ء میں ملاکنڈ کے علاقہ آمان درہ میں پیدا ہوئے۔ جامعہ پشاور کے پشتو ڈیپارٹمنٹ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پی ایچ ڈی کا موضوع "خوشحال خٹک کے افکار اور علمی خدمات" پر ہیں۔ آپ جامعہ ملاکنڈ میں شعبہ پشتو کے صدر ہیں۔ آپ کی 30 تحقیقی مقالوں اور سینکڑوں کتابوں میں "پشتون معاشرت میں رائج توہمات" پر مشتمل کتاب اہم ہے۔ ذاتی انٹرویو: 03، دسمبر 2024ء، جامعہ ملاکنڈ، 1:30 بعد از نماز ظہر

[3] - دریاب، علی خیل، باشاہ روم، ڈاکٹر، پښتانه او توهمات (کږني انګیرني)، اعراف پبلشرز، پشاور، 1441ھ / 2019ء، ص 50

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسلامی نقطہ نظر:

" اللہ تعالیٰ سورج اور چاند کی روشنیوں کو کبھی کبھی چھین لیتا ہے، دن ہوتا ہے مگر روشنی نہیں رہتی، یا بہت کم ہو جاتی ہے۔ چاند نکلا ہوتا ہے لیکن روشنی ہلکی ہو جاتی ہے۔ محاورہ میں اس کو گہن لگنا کہتے ہیں۔ گہن میں تفاوت رہتا ہے کہیں جلدی صاف ہو جاتا ہے، اور کہیں دیر میں صاف ہو جاتا ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو اسی وقت توبہ واستغفار کرنا چاہیے، صدقہ وخیرات کرنا چاہیے اور دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے، اس نماز کو صلواۃ الکسوف، چاند اور سورج گرہن کی نماز کہتے ہیں"۔[4]

عربوں میں مشہور تھا کہ چاند گرہن تب لگتا ہے جب زمین پر کوئی بہت بڑا ظلم ہوا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو وہم قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؓ کے انتقال کے بعد سورج گرہن ہو گیا، اس زمانے میں لوگوں کا خیال یہ تھا کہ سورج گرہن کسی بڑے آدمی کی وفات یا پیدائش کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسا کہ ابھی آپ ﷺ کے بیٹے کی وفات پر ہوا تو آپ ﷺ نے اس عقیدے کی نفی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جو اللہ بزرگ وبرتر بھیجتا ہے، یہ کسی کی موت اور حیات کے سبب سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، جب تم اس کو دیکھو تو ذکرِ الٰہی اور دعا واستغفار کی طرف دوڑو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا [5]" سورج اور چاند کو کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو نماز پڑھا کرو"۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے تو لمبا قیام کیا اور پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر کھڑے ہوئے تو لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا تو لمبا کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا تو لمبا سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا۔ پھر فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، اور آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا [6] "بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جن کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب بھی تم یہ (گرہن) دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ دو"۔

لہذا چاند گرہن کے وقت ہمیں تعلیماتِ نبویہ کے مطابق اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو کر نماز، دعا اور استغفار میں مشغول ہونا چاہیے۔ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کے وقت خود بھی نماز ادا فرمائی اور دوسروں کو بھی تلقین کرائی۔

بچے کے رونے اور آسمانی آفت کے متعلق وہم:

ماشوم ژړل:

چي ماشوم ډیر ژاړي نو وائي چي آسماني آفت ویني [7]

" بچے کا رونا: جب بچہ بہت زیادہ روتا ہے، تو کہا جاتا ہے کہہ آسمانی آفت آنے والی ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

بچے کے رونے سے آسمانی آفت آنے کے متعلق پشتون معاشرے میں پائی جانے والا وہم صرف وہم ہی ہے۔ اس کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں، یہ اللہ کا قانون نہیں کہ آفت اور عذاب سے پہلے کسی کو کوئی خبر دے دیں۔ لہذا یہ اندازے لگانا باعث گناہ ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

---

4 ۔ بستوی، عبد السلام، مولانا، اسلامی خطبات، المکتبہ السلفیہ، لاہور، 1434ھ / 2013ء، ج 1، ص 426

5 ۔ صحیح بخاری، رقم: 1043

6 ۔ ایضاً، رقم: 997

7 ۔ صائم، فضل معبود، کرکي اوکړني (توهمات)، نغمہ زار پبلی کیشنز، ملاکنڈ، 1443ھ / 2021ء، ص 79

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

انسانی عمر میں کمی اور زیادتی کے متعلق عقائد:

پشتون معاشرے عمر کے متعلق مختلف قسم کے اوہام، تصورات اور عقائد موجود ہیں۔ مثلاً عمر کی کمی اور زیادتی کے متعلق توہمات میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی عصر کے وقت چارپائی کے بائیں بازو پر بیٹھ گیا تو وہ آدمی وقت سے پہلے مر جائے گا۔ اس طرح ایک اور وہم یہ ہے کہ بزرگ اپنے چھوٹے کو رات کے وقت آئینے میں دیکھنے سے سختی سے منع کرتے ہیں۔ جب رات کے وقت میں اپنا چہرہ آئینے میں دیکھتے ہیں تو گمان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی عمر گھٹے گی۔

آئینے میں دیکھنا:

آئین کښي کتل :

مشران خپل کشران دشپې په وخت په آئین کښې ښیینه کښې د کتلو او سر څنه کولو نه په سختی سره منع کوي په دے چې په داسي کولو د کتونکي عمر کميږي [8]

"آئینے میں دیکھنا: بزرگ اپنے چھوٹے کو رات کے وقت آئینے میں دیکھنے سے سختی سے منع کرتے ہیں۔ جب رات کے وقت میں اپنا چہرہ آئینے میں دیکھتے ہیں تو گمان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی عمر گھٹے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

یہ بات کہ رات کو شیشے میں دیکھنے سے انسانی عمر گھٹے گی، یہ تصور اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے تعلیمات میں سے ہمیں آئینے اور شیشے دیکھنے کی وقت صرف دعا ملتی ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں، باقی باتیں صرف توہمات ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ آئینہ میں دیکھنے کی دعا: اللَّهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي [9] "اے اللہ! جیسے تو نے میری تخلیق خوب اچھی بنائی ہے، اس طرح میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا"۔

اسلامی نقطہ نظر سے ایسی کوئی چیز نہیں کہ رات کو شیشے میں دیکھنے سے عمر کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ یہ پشتون معاشرے کے توہمات میں شامل ہیں۔

سر نہ دھونا:

سر نهٔ وينځل:

په کوم کور کښې چې ايکي يوٗ هلک پيدا شوے اوخوئيندے ئې ډير وي نو خوئيندي به ئي دا خالي په ورځ دسر ويښتهٔ نهٔ وينځي ځکه چې که داسي يي وکړل نو بيا به يي هم دغه ايکي يوٗ ورور مړ کيږي [10]

"سر نہ دھونا: جس گھر میں لڑکا اکلوتا اور بہنیں زیادہ ہو، وہاں اس کی بہنیں ہفتے کے دن سر نہیں دھوتیں کیوں کہ اگر ایسا کیا جائے تو اس اکلوتے بھائی کے موت کا اندیشہ ہے"۔

شوہر کا مرنا:

خاوند مړ کيدل :

زنانوٗ کښې دا وهم هم شته چې کومه زنانه د شروع په ورځ سر زړوکي کوي دهغي خاوند به مړ کيږي [11]

"شوہر کا مرنا: عورتوں میں یہ بھی وہم موجود ہے کہ جو خواتین بدھ کے روز سرخ کپڑے پہنتی ہے اس کا شوہر فوت ہو گا"۔

اسلامی نقطہ نظر:

مذکورہ اوہام میں یہ بتایا گیا کہ غسل کرنے سے موت کا اندیشہ ہوتا ہے، اور خواتین بدھ کے روز اگر سرخ کپڑے پہنے تو اس کا شوہر فوت ہو گا۔ یہ دونوں باتیں من گھڑت ہے، البتہ اسلامی تعلیمات میں غسل، صفائی ستھرائی اور اچھے کپڑے پہننے کی اہمیت اپنی جگہ موجود ہے۔ اسلام نے طہارت وصفائی کی بڑی تاکید کی ہے۔

---

8 ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کړنې انګيرنې)، ص66

9 ۔ ابن حجر، فتح الباری، ج10، ص456

10 ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کړنې انګيرنې)، ص152

11 ۔ ایضاً، ص179

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

آپ ﷺ پر جب دوسری مرتبہ وحی نازل ہوئی تو نبوت کی بھاری ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے جہاں دیگر ہدایتیں دی گئیں، وہی ایک ہدایت یہ بھی دی گئی قرآن میں ارشاد ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ [12] "اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو، اور گندگی سے کنارہ کرلو"۔

ایک حدیث میں صفائی ستھرائی کو رسول اللہ ﷺ نے آدھا ایمان قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ [13] "طہارت اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے"۔

اس سے واضح ہوا کہ اسلام نفاست اور پاکیزگی کا درس دیتا ہے نہ کہ گندہ رہنے کا، اور مذکوہ مروج اوہام میں صفائی ستھرائی کی نفی کی گئی ہے جو سراسر شریعت اسلامی کی مزاج کے خلاف ہے۔ رہی سرخ رنگ تو خواتین کے لیے لباس کے بارے رنگ کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں، ہر رنگ استعمال کر سکتی ہیں۔

لسی اور تربوز یکجا کھانا:

شوملي او هندوانه خوړل:

كه څوک هندوانه او شوملي په يوځاے وخوري نو برگے مرض به پري راځي اؤ ځني خلق دا هم انگيري چي دغه كس به ومري [14]

"لسی اور تربوز یکجا کھانا: اگر کوئی لسی اور تربوز کو یکجا کر کھائے تو اس کی جلد پر برص نکلے گا اور بعض لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ اس کی موت واقع ہو گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

موت کا واقع ہونا گھڑی ہوئی بات ہے، البتہ لسی اور تربوز یکجا کر کھانے کے حوالے سے طب یعنی میڈیکل سائنس کا موضوع ہو سکتا ہے۔ فلاں کام کیا تو یہ ہو گا، یہ کام کیا تو موت واقع ہو گی، اس قسم کے باتیں کمزور ایمان اور کمزور عقیدہ کا واضح ثبوت ہیں۔

عمر کا کم ہونا:

عمر كمېدل:

دمازيگر په وخت كه څوک د كټ لندې بازو كېښني نو ددغه كس عمر به كم شي او د خپل وخت نه به مخكښي مړ شي - [15]

"عمر کا کم ہونا: عصر کے وقت اگر کوئی چارپائی کے بائیں بازو پر بیٹھ جائے تو اس آدمی کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی عمر کم ہو جائے گی۔ اور وقت سے پہلے مر جائے گا"۔

اسلامی نقطہ نظر:

عصر کے وقت چارپائی کے بائیں بازو پر بیٹھنے سے عمر کم ہو جائے گی اور وقت سے پہلے مر جائے گا۔ یہ وہم بڑی حد تک مضحکہ خیز ہے۔ اور عقل سلیم اور اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔

بھیڑیا کی آواز:

سورلنډې آواز:

سورلنډے چي آشيخ اوازونه كوي نو وئيلے شي چي سبا به په كلي كښي مړے كيږي [16]

"بھیڑیا کی آواز: بھیڑیا جب آوازیں نکالتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ کل گاؤں میں فوتگی ہو گی"۔

---

12 ۔سورۃ المدثر:4

13 ۔سنن ترمذی، رقم:3519

14 ۔ درياب، پښتانه او توهمات(كږني انگيرني)، ص164

15 ۔ درياب، پښتانه او توهمات(كږني انگيرني)، ص153

16 ۔ صائم، كركي اوكږني(توهمات)، ص59

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کتوں کا بھونکنا اور بزرگ کا وفات ہونا:

د سپے کوکې او مشر مړ کیدل:

وئیلے شي چي سپي کوکي اوباسي نو د کلي مشر مري (17)

"کتے کی آواز اور بزرگ کا وفات ہونا: کہا جاتا ہے کہ جب کتے بھونکتے ہیں تو گاؤں کا بڑا مر جاتا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

فلاں چیز نے آواز دی تو گاؤں میں یہ ہو گا، گاؤں کا سربراہ مر جائے گا، فلاں چیز کی آواز سے فوتگی ہو گی، ان خود ساختہ توہمات کی کوئی حقیقت نہیں ہے، لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑی ہوئی ہے، موت کا ایک مقرر وقت ہے نہ آگے ہو سکتی اور نہ پیچھے۔ کسی کے آواز سے موت جلدی نہیں آسکتی۔ لہذا یہ بے اصل اور بے تک بات ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (18)"اور ہر قوم کے لیے ایک میعاد مقرر ہے۔ چنانچہ جب ان کی مقررہ میعاد آجاتی ہے تو وہ گھڑی بھر بھی اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتے"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ موت کا ایک مقررہ وقت ہے نہ کسی کی آواز اور کسی سبب یا وجہ سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ مذکورہ اوہام بے سند اور بے دلیل ہے۔

مرغ کا سر کھانا:

دچرگ سر خوړل:

که د یو کس پلار ژوندے وي او هغه د چرګ سر وخوري نو ځني خلق دا انګیري چي ډیر زر به ددغه سر خوړونکي سړي پلار سرخوري او مړ به شي (19)

"مرغ کا سر کھانا: اگر کسی کا باپ زندہ ہو اور وہ مرغ کا سر کھا جائے تو کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس شخص کے والد کی موت واقع ہو گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں ہے، مرغ میں کسی حصے کے کھانے سے نہ طب کی دنیا میں یہ بات ہے اور نہ ہی اسلامی تعلیمات میں۔ یہ بے اصل بات ہیں۔

سفید چیتھڑے سے سر باندھنا:

په سپینه چیرړۍ سر تړل:

کهٔ یوه نوې واده شوې جینۍ سر په سپینه چیرړه اوتړي نو میرهٔ به یې ډیر زر مړ شي او هغهٔ به کونډې شي (20)

"سفید چیتھڑے سے سر باندھنا: جب کوئی نئی شادی شدہ لڑکی اپنا سر سفید کپڑے یا چیتھڑے سے باندھتی ہے تو گمان کیا جاتا ہے کہ اس کا شوہر جلد فوت ہو سکتا ہے اور وہ بیوہ ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

اسلامی تعلیمات کی رو سے اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں بالکل بے بنیاد وہم ہے۔ کہ اس کا شوہر مر جائے گا اور یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا یہ صرف پشتون معاشرے میں کے اوہام کے سوا کچھ نہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنا اسلامی تعلیمات اور تقدیر پر ایمان کے متضاد ہے لہذا اس سے اجتناب لازم ہے۔ موت اور حیات اللہ کے حکم کے سوا کسی اور چیز کا عقیدہ رکھنا ایمان کے منافی ہے۔ سفید چیتھڑے سے سر باندھنے کے حوالے کوئی بات تو نہیں البتہ سفید کپڑے کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے،

---

17 - ایضاً، ص47

18 - سورۃ الاعراف:34

19 - دریاب، پښتانه او توهمات(کږنې انګیرنې)، ص87

20 - ایضاً، ص109

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البَسُوا البَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ[21] "سفید کپڑے پہنا کرو، اس لیے کہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں اور اپنے مردوں کو سفید کفن دیا کرو"۔

اس مذکورہ حدیث میں امر استحباب کے لیے ہے یعنی سفید کپڑے ہی پہننا ضروری نہیں بلکہ دوسرے مباح رنگوں کے کپڑے بھی جائز ہیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے رنگوں کے کپڑے بھی استعمال کیے اور صحابہ کرامؓ بھی کرتے تھے، یہی حکم کفن کا بھی ہے۔ حدیث کی دوسری بات یہ ہے کہ سفید کپڑے پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوتے ہیں، گویا کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ رنگ سفید تھا۔ کفن کا حکم بھی یہی ہے کہ کفن سفید کپڑا کا ہونا چاہیے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو سفید کفن دیا کرو۔ سفید رنگ افضل ہے اس لیے اہم مواقع پر سفید کپڑے پہننا بہتر ہے۔ کیوں سفید کپڑے خوبصورت اور باوقار ہوتے ہیں ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ زندگی میں سفید لباس بہتر، پاکیزہ اور عمدہ ہے، اس لیے کہ سفید کپڑے میں ملبوس شخص کبر اور غرور سے خالی ہوتا ہے، جب کہ دوسرے رنگوں والے لباس میں متکبرین یا عورتوں سے مشابہت کا امکان ہے، اپنے مردوں کو بھی انہی سفید کپڑوں دفنانا چاہیے۔

متوفیٰ کے کپڑوں اور جوتوں سے ڈرنا:

دمړي جامو پیزارونه ویریدل :

په پښتنو سیمه کښې چرته که مړے وشي ، اؤ جامي پیزار ئي چاته خیراتي ورکوي ، نو عموماً غریب خلق هم د مړي جامي پیزار نهٔ اخلي ۔ بلکي ددغسي جامي پیزار نه ویریږي چي ګني هسي نهٔ زه هم مړ شم [22]

"پشتونوں میں جب فوتگی ہو تو اس متوفیٰ کے کپڑوں اور جوتوں کو صدقہ کیا جاتا ہے تو عموماً غریب لوگ بھی متوفیٰ کے کپڑے اور جوتے نہیں لیتے کہ کہیں میں بھی ویسے مر نہ جاؤں"۔

اسلامی نقطہ نظر:

مُردے کے استعمال شدہ اشیاء شرعاً بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، لوگ اگر طبعاً استعمال نہ کرے تو وہ الگ بات ہیں۔ مگر شریعت اسلامی نے استعمال پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ یہ وہم کہ مُردے کے کپڑے اور جوتے اس لیے استعمال نہیں کرتے کہ کہیں یہ مر نہ جائے، یہ غلط اور خلاف شریعت سوچ ہے۔ یہ اوہام کے قبیل سے ہیں۔ اس قسم کے خیالات سے اجتناب لازم ہے۔

میت کا منہ کھلا رہنا:

د مړي خلهٔ وازه پاتي کیدل :

د پښتنو په کهاله کښې چي مړے وشي ، نو دمړي زنه فوراً تړلي شي او کهٔ داسي ونهٔ کړي شي نو بیا د مړي خلهٔ وازه پاتي شي ، او په داسي حالت چي د مړي خلهٔ وازه پاتي شي نو ددي نه دا مطلب اخستلے شي چي ددغه کهالهٔ بل یؤ کس په ځان پسي ډیر زر راکاږي [23]

"میت کا منہ کھلا رہنا: پشتونوں کے گھر میں کوئی شخص مر جائے تو اس کی ٹھوڑی فوراً باندھ دی جاتی ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس میت کا منہ کھلا رہے گا۔ پھر گمان کیا جاتا ہے کہ وہ میت اس گھر کے دوسرے شخص کو اپنی طرف یعنی موت کی طرف کھینچ لیتا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

یہ مذکورہ وہم اس حد تک تو حقیقت اور اسلامی تعلیم اور آداب میں سے ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو فوراً اس کی ٹھوڑی باندھ دی جاتی ہے۔ آسان فقہ میں مولانا محمد یوسف اصلاحیؒ[24] میت کے احکام کے سلسلے میں لکھتے ہیں: "جان نکلنے کے بعد اس کی آنکھیں نہایت نرمی کے ساتھ بند کر دیں اور اس کا منہ کپڑے کی ایک

---

[21] ۔ سنن ترمذی، رقم: 2810

[22] ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کړني انګیرني)، ص273

[23] ۔ ایضاً، ص64

[24] ۔ مولانا یوسف اصلاحیؒ 1932ء میں بھارت کے مشہور شہر اتر پردیش کے علاقے بھوپال میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک عظیم اسلامی مفکر، مصلح، اور مصنف تھے، جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو آسان اور عام فہم انداز میں عام کرنے کے لیے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی مشہور کتاب "آدابِ زندگی" اسلامی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پٹی سے باندھ دیا جائے۔ پٹی باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے اوپر کی طرف لے جائی جائے اور سر کے اوپر دونوں سروں میں گرہ لگادی جائے اور میت کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیئے جائیں"۔([25])

دوسری شادی کرنا:

دویمه ښځه کول :

د چا چي یوه ښځه مړه شي او بله وکړي ، نو نوي ناوي به یوه شپه غواګانو سره تړي په دي خیال چي دا مړه نهٔ شي ([26])

"کسی کی ایک بیوی فوت ہو جائے اور دوسری شادی کرلے تو نئی نویلی دلہن کو پہلی رات جانوروں کے ساتھ باندھ دیے جاتے ہیں اس خیال سے کہ کہیں کہ نئی بیوی مر نہ جائے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

کسی کے مرنے سے دوسروں کے مرنے یا جینے پر اس قسم کے باتیں کرنا جہالت اور لاعلمی کی زندہ ثبوت ہیں۔ ایک بیوی فوت ہوگئی تو دوسری نئی بیوی یعنی نئی دلہن کو جانوروں کے ساتھ باندھ دینا نہ انسانیت، نہ عقل سلیم، نہ تہذیب، نہ اخلاقیات اور نہ ہی اسلامی تعلیمات ہے۔ بلکہ انسانیت اور عورت ذات کی تضحیک، تحقیر اور توہین ہے۔ اسلام نے تو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیا ہے۔ مذکورہ وہم کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں، بلکہ انسانیت سے کوسوں دور ایک وہم ہے۔

دلہن پر گندم وارنا/نچھاور کرنا:

په ناوي غنم شیندل:

چي کله ناوي د ډولۍ ني کوزیږي نو په دغه دوران کښي په ناوۍ غنم شیندلي شي ، په دي خیال چي د ناوي رزق اؤ ډیر عمر بیامومي ([27])

" دلہن پر گندم وارنا/ نچھاور کرنا: جس وقت دلہن ڈولی سے اتر رہی ہو اسی لمحے دلہن پر گندم نچھاور کیا جاتا ہے یہ اس خیال سے کہ اس دلہن کے رزق میں اضافہ اور طویل عمر ہو"۔

اسلامی نقطہ نظر:

دلہن ڈولی سے اترتی وقت دلہن پر گندم، پھول اور مونگ پھلی یا کوئی اور میٹھی چیز گھر والے نچھاور کرتے ہیں اس خیال سے کہ دلہن نئے گھر میں خوش ہو، ایک طرف تو یہ خوشی کے اظہار کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ پشتون معاشرے میں دلہن کو خوش آمدید کا طریقہ بھی ہے، یہ وہم اس کے ساتھ جوڑا گیا ہے کہ اس سے دلہن کے رزق میں اضافہ اور عمر دراز ہوگی۔ یہ آخری بات صرف وہم کی حد تک ہے، اس کی کوئی اصل اور حقیقت اسلام میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے، کہ موت کا ایک دن اور وقت مقرر ہے، اور موت آنے کا جو مقررہ وقت تقدیر میں لکھا ہے اسی وقت پر آنا ہے، کوئی تاخیر نہیں ہوسکتی۔ البتہ چند اعمال جیسے دعا، والدین کی خدمت اور صلہ رحمی یعنی رشتے جوڑنے کی وجہ سے موت کو ٹالنے کے بارے میں احادیث موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاَ يَرُدُّ القَضَاءَ إِلاَّ الدُّعَاءُ، وَلاَ يَزِيدُ فِي العُمْرِ إِلاَّ البِرُّ ([28])" تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی اور چیز بدل نہیں سکتی، اور عمر میں زیادتی اور اضافہ نیکی کے بغیر کوئی اور چیز نہیں کر سکتی"۔

معاشرتی تعلیمات پر ایک شاندار رہنما ہے۔ مولانا یوسف اصلاحی جماعت اسلامی ہند کے سرگرم رکن بھی رہے اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں اہم خدمات انجام دیں۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام امریکہ میں گزارے اور 21 دسمبر 2021ء کو وفات پاگئے۔ عبداللہ، محمد، "مولانا یوسف اصلاحی کی علمی و اصلاحی خدمات"، ص250؛ خان، حارث، "آدابِ زندگی: ایک تجزیاتی مطالعہ"، ص102

[25] ۔ محمد یوسف، اصلاحی، مولانا، آسان فقہ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1441ھ / 2020ء، ص314

[26] ۔ صائم، کرکي اوکړني(توهمات)، ص41

[27] ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کړني انګیرني)، ص239

[28] ۔ سنن ترمذی، رقم: 2139

حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ قضاء سے مراد مقدر ہے، مفہوم یہ ہوا کہ بلا ومصیبت کے ٹالنے میں دعا بے حد مؤثر ہے۔ یہاں تک کہ اگر قضاء کا کسی چیز سے لوٹ جانا ممکن ہو تو وہ دعا ہوتی۔ رہی دوسری بات کہ عمر میں اضافہ ممکن ہے یا نہیں، اس کا علم تو اللہ کو ہے مثلاً کہ فلاں آدمی اگر یہ نیک عمل کرے گا تو اس کی عمر ساٹھ سال ہو گی ورنہ چالیس سال ہو گی، تو یہ اللہ کے علم میں ہے کسی کو اس کا علم نہیں۔ عمر بڑھنے سے عمر میں برکت ہونا ہے اور زیادہ اعمال کرنے کی توفیق ملنا ہے، یعنی اس کی عمر کے اوقات ضائع نہیں ہوتے، اس لیے کم وقت میں زیادہ کام کر جاتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں دعا اور نیکی کو تقدیر بدلنے موت کا وقت ٹالنے کا سبب قرار دیا گیا ہے، دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر نہیں ٹالتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کرتی ہے۔ گویا واحد ذریعہ نیکی ہی ہے جس سے عمر میں درازی آجاتی ہے۔

ہندوستان([29]) میں سونا کے متعلق وہم:

مغل ([30]) (هندوستان) او سره زر:

د مغلو داخيال وو چي د سرو سره اوتللے شي نو عمر ئي سيوا كيږي ([31])

"ہندوستان میں مغل خاندان (ہندوستان میں تین سو سال حکمران خاندان رہیں) ان کا یہ خیال تھا کہ جو سونا کے ساتھ تولا جائے اس کی عمر زیادہ ہوتی ہے"۔

کوڑے پر بچے کو چھینک (چھوڑ) آنا:

ماشوم په ډیران غور ځول:

كۀ يو ماشوم دغوږ او پوزي سوري كولو باوجود هم اونه پائي - نو كله چي بل ماشوم چي پيدا شي هغه سمدستي په ډيران كښي غورځولي شي - دغه رنګ كله كله دا عمل د ماشوم د پائيدو سوب اوګرځي ([32])

"اگر کوئی بچہ کان اور ناک میں چھید کے باوجود بھی (زیادہ عمر) نہ جیے تو اگلے بچے کو پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ ہی کوڑے پر چھینک (چھوڑ) آتے ہیں۔ اسی طرح یہ عمل بچے کے زندہ رہنے اور جینے کا موجب بنتا ہے"۔

بچہ کتیا کو دینا:

ماشوم سپۍ له وركول:

د ماشوم د ژوندي پاتي كيدو دپاره دا څلورم عمل دے كه په مخكښي تير شوي درے عملونو ماشوم بچ نه شي - نو دي نه پس چي ماشوم پيدا شي ، هغه لنګي سپۍ ته وركولي شي ، او دغه شان پښتانه دخپل اولاد د پائيدو په غرض دي ته هم تن ږدي ([33])

"بچہ کتیا کو دینا: بچے زندہ رہنے کے لیے یہ چوتھا عمل ہے اول الذکر تین اعمال سے بچہ اگر موت سے نہ بچ پائے تو اس کے بعد جو بچہ پیدا ہو گا وہ بچوں والی کتیا کے حوالے کیا جاتا ہے اور اس طرح پشتون لوگ اپنے بچوں کی زندگی کے لیے اس قسم کے اقدامات پر بھی راضی ہو جاتے ہیں"۔

29 ۔ ہندوستان: ہندوستان جنوب ایشیا کا ایک بڑا ملک ہے، جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ اس کی سرحدیں پاکستان، چین، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور میانمار سے ملتی ہیں۔ بھارت میں مختلف زبانیں، ثقافتیں، مذاہب اور روایات ہیں، اور یہ دنیا کی سب سے بڑی معیشتوں میں سے ایک ہے۔ حسین، "ہندوستان کا سماجی و اقتصادی جائزہ"، 2021، ص23

30 ۔ مغل: مغل خاندان 1526ء سے 1857ء تک ہندوستان میں حکمرانی کرنے والا طاقتور خاندان تھا، جس کا آغاز بابر سے ہوا۔ اس کے حکمرانوں نے فنون، ثقافت اور معیشت میں اہم ترقی کی۔ حسین، "مغل سلطنت کی تاریخ"، 2020، ص67

31 ۔ صائم، كركي اوكږني(توهمات)، ص93

32 ۔ درياب، پښتانه او توهمات(كږني انګيرني)، ص75

33 ۔ درياب، پښتانه او توهمات(كږني انګيرني)، ص75

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کان میں چھید([34]) کرنا:

غوږ سورے کول:

ځني پښتانۀ په روايتي توګه د ډول سنګهار دپاره خپل ماشوم له غوږ سورے کوي، ولي ځني خلق چي نر ماشوم ئي د پيدا کيدونه پس مري اونۀ پائي نو هغوئي خپل ماشوم له غوږ سورے کوي ، دے عمل ته هغوئي دو داړولوئي او دي نه پس ئي ماشوم ژوندے پاتي کيږي ([35])

"کان میں چھید کرنا: بعض پشتون روایتی طور پر اپنے بچوں کے روپ وسنگھار کے لیے ان کے کان چھدواتے ہیں جب کہ بعض لوگوں کی نرینہ اولاد زندہ نہیں بچ پاتی تو ایسے لوگ بھی اپنے نوزائیدہ بچوں کے کان چھدواتے ہیں، اوراس سے بچ کے زندہ بچ جانے کا گمان کیا جاتا ہے"۔

ناک میں چھدوانا:

پوزه سورۍ کول :

که چرته يو ماشوم د غوږ سوري کيدلو باوجود هم مړشي ، نو بيا دپاره چي په دغه کهالۀ کښې ماشوم پيدا شي نو پوزه ورله سورۍ کړي - مطلب ئي هلک ته د جينۍ کولو نسبت وي او دا رنګ دا عمل د ماشوم د ژوند دپاره مرګي له يو تير ګڼي([36])

"ناک میں چھدوانا: اگر کوئی بچہ کان کے چھد ہونے کے باوجود مر جائے تو جب دوسرا بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے ناک چھدوادی جاتی ہے۔ تو اس لڑکے کو لڑکی پر محمول کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے موت سے بچ سکے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

کسی کی زندہ رہنے اور عمر دراز کرنے کے لیے اور نارینہ اولاد کے لیے پشتون معاشرے میں اوپر پانچ قسم کے طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ عقل اور فہم کے مطابق ہیں، نہ طب یعنی میڈیکل سائنس کے اصولوں کے مطابق اور نہ ہی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ یہ صرف لوگوں کے اوہام اور خود ساختہ عقائد ہیں۔ ناک میں چھدوانے، کان میں چھدوانے، بچہ کتیا کو دینے، یہ خیال کہ جو سونا کے ساتھ تولا جائے اس کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور بچہ کو کوڑے پر پھینک دینے، ان میں سے کوئی بھی عمل بچے کے زندہ رہنے، جینے اور عمر میں زیادتی کا سبب اور ذریعہ نہیں بن سکتا۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں بالکل بے بنیاد وہم ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اسلامی تعلیمات اور تقدیر پر ایمان کے متضاد ہے لہذا اس سے اجتناب لازم ہے۔ موت اور حیات االلہ کے حکم کے سوا کسی اور چیز کا عقیدہ رکھنا ایمان کے منافی ہے۔ پشتون معاشرے میں یہ مروج اوہام کہ فلاں عمل سے عمر زیادہ ہو جائے گی یا زندہ رہنے کا ذریعہ بن جائے گا۔ یہ سب بے اصل باتیں ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے عمر درازی کے لیے صلہ رحمی یعنی رشتے جوڑنے کو سبب قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ([37]) "جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں درازی ہو جائے اور رزق میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے یعنی رشتے نبھائیں"۔

اس حدیث رشتے کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے، اور اسی رشتے کو نبھانے میں عمر درازی کی خوشخبری بھی ہے۔ ان کے علاوہ ایسی کوئی چیز، کوئی ٹوٹکہ یا نسخہ نہین جس سے عمر میں درازی آجاتی ہے۔ جو پشتون معاشرے میں مروج توہمات موجود ہیں اس کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں۔ لہذا احادیث میں ان مذکورہ نیکیوں اور صلہ رحمی جیسے عمل کے علاوہ کوئی اور چیز سے عمر میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔

---

34 - کان میں چھید ایک قدیم روایت ہے جس میں کانوں میں سوراخ کر کے زیورات جیسے بالیاں یا کان کی چھنٹیں پہنی جاتی ہیں۔ یہ اکثر ثقافتی یا جمالیاتی مقصد کے لیے کیا جاتا ہے اور دنیا بھر میں مختلف قوموں میں رائج ہے۔ حسین، "ثقافتی روایات اور رسوم"، 2021، ص98

35 - درياب، پښتانه او توهمات(کړ.ني انګيرني)، ص58

36 - ایضاً، ص59

37 - صحیح بخاری، رقم:5985

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

نحوست، بدفالی اور بدشگونی کے متعلق عقائد:

پشتون معاشرے میں نحوست، بدفالی اور بدشگونی کے متعلق مختلف قسم کے اوہام، تصورات اور عقائد موجود ہیں۔ مثلاً کسی گاڑی یا موٹر کار پر اگر کالے رنگ کا نشان لگائے تو وہ گاڑی یا موٹر کار نظر بد سے محفوظ ہو جائے گا۔ نظر سے بچانے کا ایک اور علاج مشہور ہے وہ یہ کہ گاؤں کے لوگ جب بچہ کا ختنہ کرتے ہیں تو اس کے پاؤں میں نظر بد سے بچنے کے لیے خاص قسم کا دانہ (کونجکہ) ڈالتے ہیں تاکہ بچہ نظر بد سے محفوظ رہے۔ اس طرح اگر شادی شدہ عورت سر پر سفید کپڑا باندھے تو اس کا شوہر مر جائے گا اور وہ عوت بیوہ ہو جائے گی، اس طرح نظر بد سے بچانے کے لیے مختلف علاج اور ٹوٹکے تجویز کر دیے جاتے ہیں۔ پشتون معاشرے میں نحوست کے متعلق مختلف قسم کے اوہام، تصورات اور عقائد موجود ہیں۔ ان میں سے چند مشہور یہ ہیں کہ اگر جوان لڑکی عید کی رات مہندی نہ لگائے تو وہ لڑکی منحوس ہو جاتی ہے۔

منحوس ہونا:

سپیره کیدل:

کومه زنانه یا پیغله چې دا اختر په شپه په لاسو نکریزې نه ږدي، نو دغه زنانه یا پیغله به سپیره کیږي ([38])

"منحوس ہونا: عورت یا جوان لڑکی اگر عید کی رات مہندی نہ لگائے تو یہ عورت اور جوان لڑکی منحوس ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

عید کے موقع پر صنف نازک کا اپنے پاؤں ہاتھ کو مہندی سے سجانا لازم و ملزوم سمجھا جاتا ہے۔ خواتین خوش رنگ ملبوسات، عید کی رات مہندی والے ہاتھوں میں چوڑیوں کی کھنک اور چہروں پر مسکراہٹ لیے خواتین اور لڑکیاں اپنی تیاری سے عیدین کی خوشیوں کو دوبالا کر دیتی ہیں۔ خواتین کی عید بناؤ سنگھار اور ہاتھوں میں مہندی کے مختلف ڈیزائن بنوائے بغیر ادھوری سمجھی جاتی ہیں۔ یہاں تک تو بات درست ہے، مگر عید کی رات مہندی نہ لگانا منحوس سمجھنا پشتون معاشرے کے عیب ہو سکتا ہے مگر نحوست نہیں ہو سکتی۔

نیا رشتہ یا نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر میں غم ہو جانا:

نوے خپلوئي يا ماشوم کیدو نه پس غم کیدل :

سپیره گنڼل - وائي دا سپیره ئے اوکړه یا داسپیرهٔ چه اوشو نو غم اوشو ([39])

"نیا رشتہ یا نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر میں غم ہو جانا: منحوس سمجھنا، کہا جاتا ہے کہ جب یہ منحوس لڑکی گھر آئی ہے تب سے غم پیش آیا"۔

اسلامی نقطہ نظر:

نیا رشتہ یا نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر میں غم ہو جانے کے بعد دلہن کو منحوس سمجھنا، شادی کے موقع پر اگر لڑکے والوں کے ہاں کوئی حادثہ پیش آئے تو دلہن کو منحوس سمجھنا، یہ خیالات ہندوؤں کے تو ہو سکتے ہیں پر مسلمانوں کے نہیں ہو سکتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا: لاَ طِيَرَةَ ([40])"کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے"۔ ایسے غم، سانحے اور صدمے کے موقع پر یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ ([41])"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی ناپسند چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھ لینی چاہیے: یا اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی برائی دور نہیں کر سکتا اور تیری مدد کے بغیر ہمیں نہ بھلائی کی طاقت ہے نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے"۔

---

[38] ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کرني انګیرني)،ص276

[39] ۔ شنواري ، محمد، موسیٰ خان،توهمات ، لیک اوڅیرنه،ماسٹر پرنٹرز، پشاور،1419ھ/1999ء،ص59

[40] ۔ صحیح بخاری، رقم:5755

[41] ۔ سنن ابو داؤد، رقم:3910

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

بیوہ بہن:

کونډه خور:

چي کونډه خور په واده کښي ګډه شي نو د ورور ناوي به ئي مړه شي او ورور به ئي کونډ شي ، او بعضي خلق ورته هسي سپیره وائي (42)

"بیوہ بہن: بیوہ بہن اگر شادی میں ناچے تو بھائی کی دلہن مر جائے گی اور بھائی اکیلا رہ جائے گا، بعض لوگ اس کو ویسے منحوس کہتا ہے"۔

بیوہ بہن کی چادر:

کونډه خور:

ډيري زنانه په دي خيال د کونډي ښځي ځادر نه په سروي چي چرته دا کونډۀ نۀ شي (43)

"بیوہ کے مستعمل چیزوں کی طرح عورتیں بیوہ کی چادر بھی استعمال نہیں کرتی اس خیال سے کہ کہیں وہ بیوہ نہ بن جائے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

استعمال کے چیزوں میں کوئی نحوست نہیں ہوتی، یہ کہنا کہ بیوہ کی چادر استعمال نہ کرے کیوں کہ اس سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ عورت بیوہ نہ بن جائے۔ یہ وہم بے بنیاد اور بے دلیل ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو بدشگونی کا برا خیال اس کے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَدْ أَشْرَكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ (44)" جس شخص کو بدشگونی کا برا خیال اس کے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ صحابہ کرام نے پوچھا پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: ایسی صورت میں یہ دعا پڑھ لیا کرو: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ، اے اللہ! تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں ،اور تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

بیوہ بہن کا ناچنا:

کونډي خور په واده کښې ګډېدل :

چي په کوم واده کښې کونډه خور ګډه شي هغه واده او ناوي سپیره کيږي (45)

"جس شادی میں بیوہ بہن ناچی تو وہ شادی اور وہ دلہن نحوست کی شکار ہوتی ہیں"۔

اسلامی نقطہ نظر:

مذکورہ وہم کہ بیوہ بہن جس شادی میں ناچی وہ شادی اور دلہن نحوست کی شکار ہوتی ہیں۔ یہ وہم کسی حد تک ٹھیک ہے کیوں جس شادی میں ناچنا اور گانا بجانا ہو تو وہ شادی کہاں سے اچھی ہو سکتی ہے؟ جس کام کا آغاز دین اسلام کے تعلیمات کے مخالفت اور بے دینی سے ہو جائے لازما اس میں بے برکتی اور نحوست ہو گی۔ البتہ یہ کہنا کہ نحوست بیوہ بہن کی ناچنے سے ہوتی ہے۔ یہ غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ناچنے سے نحوست اور بے برکتی آتی ہے چاہے جو بھی ہو۔ جس شادی میں ڈھولک، گانا بجانا، رسومات، خرافات اور بدعات ہو، اس میں شرکت ناجائز اور گناہ ہے۔ کیوں کہ یہ گناہ میں تعاون ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (46)" اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو"۔

---

[42] ۔ صائم، کرکي اوکړني(توهمات)،ص82

[43] ۔ ایضاً، ص54

[44] ۔ مسند احمد، رقم: 7045

[45] ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کړني انګيرني)،ص218

[46] ۔ سورۃ المائدۃ: 2

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

معلوم ہوا کہ جب خرافات اور گناہ کا ماحول ہو تو پھر شرکت مناسب نہیں البتہ تبلیغ کی نیت سے وہاں جا سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تبلیغ نہیں کر سکتا تو بالکل نہ جائے۔ ایسی شادی میں جانا گویا ظلم اور گناہ میں تعاون ہے۔

دلہن کی نحوست:

دناوي سپیره کیدل:

د واده په موقع که د هلک په کور کښې څه حادثه راپيښه شي ، څوک مړ شي يا خوږ شي نو خلق وائي چې ناوې سپیره ده (47)

"دلہن کی نحوست: شادی کے موقع پر اگر لڑکے والوں کے ہاں کوئی حادثہ پیش آئے، کوئی مرے یا زخمی ہو تو کہا جاتا ہے کہ دلہن منحوس ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

کائنات کی تمام چیزوں میں تصرف کرنے والے خود اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اور اس کی مرضی اور منشاء کے بغیر کسی کو نہ کوئی خیر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہی شر، کائنات میں اس کے مشیت اور ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اس قسم کے توہمات رکھنا شرعاً مناسب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بدفالی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے: لاَ طِيَرَةَ (48) "کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے"۔

اسلام میں بدشگونی، نحوست اور بدفالی لینے کی کوئی حقیقت نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ پھر بھی اگر بدشگونی اور فال بد کی حقیقت ہوتی تو ان مذکورہ چیزوں پائی جاتی۔ لہذا بدفالی لینے کا شریعت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نحوست کو شرک قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ (49) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ (50) "بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نا کوئی وہم ہو جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کر دیتا ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدفالی اور نحوست اللہ کے علاوہ کسی چیز کو نفع اور نقصان میں مؤثر بالذات سمجھنا شرک ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے۔ اس لیے اس تصور کو شرک قرار دیا گیا۔ بدفالی، نحوست اور بدشگونی جیسے توہمات سے بچنے والے لوگوں کے لے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا: يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (51) "میری امت کے ستر (70) ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، بدفالی اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔

لہذا بیوہ بہن کو منحوس سمجھنا اور بیوہ بہن کے استعمال کی اشیاء کو منحوس قرار دینا یا شادی کے موقع پر اگر لڑکے والوں کے ہاں کوئی حادثہ پیش آئے، کوئی مرے یا زخمی ہو تو یہ کہنا کہ فلاں اور فلاں منحوس ہے، یہ شرک کے برابر جرم ہے۔

---

47 ۔ درياب، پښتانه او توهمات(کرني انګيرني)،ص249

48 ۔ صحیح بخاری، رقم:5755

49 ۔ آپ کا پورا نام عبد اللہ بن مسعودؓ بن غافل بن حبیب ہذلی ابو عبد الرحمٰن ہے۔ مکہ میں ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ سابقون اولون میں سے تھے۔ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے حرم مکہ میں جہر سے قرآن سنایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے 32ھ / 653ء کو مدینہ میں 60 سال کی عمر میں میں وفات پائی۔ (ابن حجر عسقلانی، تھذیب الھذیب، ج1، ص27؛ الزرکلی، الاعلام، ج4، ص137

50 ۔ سنن ابو داؤد، رقم:3910

51 ۔ صحیح بخاری، رقم:6472

آٹادان غلہ لینا:

مشرانې زنانه وائي چې غلبېل کښې وړهٔ رااخلې نو دا اوړو کندو یا پېټي سپېره کيږي (برکت ترې ځي) ([52])

"بزرگ عورتیں کہتی ہیں کہ جب آٹادان سے اگر آٹا چھلنی کے ذریعہ نکالے تو یہ خیال کرتی ہیں کہ اس سے برکت ختم ہوتی ہے یعنی نحوست طاری ہو جاتی ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

آٹا یا کوئی اور چیز لینی ہو تو اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ آغاز بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے ہو تو بابرکت ہو جاتا ہے، اور اللہ کے نام کے علاوہ اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بات یہاں تک تو درست ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كُلُّ أمرٍ ذي بالٍ لا يُبْدَأُ فيه ببسم الله الرحمن الرحيم فهو أبتَرُ أو أقطعُ أو أجذَمُ ([53]) "ہر وہ کام جس میں بسم اللہ نہ کہی جائے، وہ ناقص رہتا ہے"۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر اچھے کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا باعث برکت ورحمت ہے۔ اخروی ثواب کے ساتھ ساتھ دنیوی برکات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس اچھے کام سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنا بے برکتی اور محرومی کا سبب ہے۔ لہذا کھانے، پینے، اٹھنے، دھونے، پڑھنے دکان کھولنے، بجلی چلانے اور چلنے، غرض ہر جائز کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا برکت اور سعادت ہے۔ باقی رہی یہ بات اگر آٹا چھلنی کے ذریعہ نکالے تو اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ صرف وہم ہی ہے اس کوئی اصل نہیں، عقل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ چھلنی کے ذریعہ ہو تاکہ اس میں صفائی ہو۔

دلہن ([54]) کو (کسی اور) دلہن کے پاس لے کر جانا:

ناوي ناوي له بوتلل:

که یو کور ته دوه ناوي غبرګي راواده شي نو کومه ناوي چې وړومبۍ راوړې شي هغې له دوئمه ناوي بیائي اؤ که دغهٔ اولنۍ ناوي دي ته د خپل پالنګ نه ر را اوچت نه شی نو بیا دغه کور سپیره کیږې ([55])

"دلہن کو دلہن کے پاس لے جانا: جس گھر میں دو دلہنیں اکھٹی بیاہی جائیں، تو جس دلہن کو پہلے لایا جائے تو دوسری دلہن کو اس کے پاس لے جایا جاتا ہے اور اگر وہ پہلی دلہن اپنے عروسی پلنگ پر سے اس نئی دلہن کے لیے نہ اترے تو پھر وہ گھر منحوس ہو گا"۔

اسلامی نقطہ نظر:

دو دلہنیں اکٹھی بیاہی جائیں تو دونوں کا ایک دوسرے کو سلام کرنا اور مصافحہ کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ یہ کہنا کہ پہلی اپنے عروسی پلنگ پر سے دوسری کے لیے نہ اترے تو پھر وہ گھر منحوس ہو گا۔ یہ مضحکہ خیز بات ہے۔ حالانکہ سلام کرنا تو مسنون عمل ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہیے، چاہے کوئی بھی پہل کرے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ سلام میں پہل کرنا چاہیے۔ سلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ ([56]) "اللہ کے نزدیک سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو سلام میں پہل کرے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ سے جس کا زیادہ لگاؤ اور تعلق ہو گا اس میں تواضع، عاجزی اور خاکساری بھی زیادہ پائی جائے گی، اس لیے وہ سلام کرنے میں بھی پہل کرے گا۔

---

[52] ۔ صائم، کرکي اوکړني(توهمات)، ص36

[53] ۔ علی بن عبد الملک، المتقی، الہندی، امام، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، س۔ن۔، ج1، ص328

[54] ۔ دلہن وہ لڑکی ہوتی ہے جو شادی کے موقع پر دلہے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں بندھتی ہے۔ شادی کے دن وہ عموماً خاص لباس اور زیورات پہن کر دلہن بنتی ہے۔ حسین، "اسلامی شادی اور رسم ورواج"، 2020، ص45

[55] ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کړني انګیرني)، ص249

[56] ۔ سنن ابو داؤد، رقم: 5197

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

دوڈولیاں ساتھ لے جانا:

دوه ډولۍ:

چې د دوو لونړو ودونه وي نو زنانه وائي ډولۍ به په يو وخت نۀ اوچتوئ بيا يوي ناوي ته په ژوند کښې وروستو څۀ نه څۀ غټ مسئله پيښيږي (57)

"جب دو بہنوں کی شادی ہو تو خواتین کہتی ہیں کہ یہ ایک وقت دونوں ڈولیوں نہ اٹھائے کیوں کہہ پھر عملی زندگی میں کسی ایک کو کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

دو بہنوں کے دوڈولیاں ساتھ لے جانا منحوس سمجھنا اور یہ کہنا کہ دوڈولیاں ساتھ نہ اٹھائے کیوں کہ پھر کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ یہ کس نے کہا؟ کہاں لکھا ہے؟ جواب ندارد۔ لہذا یہ وہم ہے، دین اسلام میں اس کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے۔

دلہن کے سر پر ہاتھ نہ رکھنا:

دناوي په سر لاس نه ايښودل:

په بعضي سيمو کښې شنډي ښځي د ناوي په سر نۀ لاس راکاږي او نۀ ئي ښکلوي چې ناوي شنډه نۀ شي (58)

"اکثر علاقوں میں بے اولاد اور بانجھ خواتین نہ دلہن کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور نہ ہی ان کا بوسہ لیتے ہیں اس خیال سے کہ کہیں دلہن کو بانجھ نہ بنائے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

بے اولاد اور بانجھ پن خواتین دلہن کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور ان کا بوسہ لینا پشتون معاشرے میں منحوس سمجھتے ہیں، اس خیال سے کہ دلہن کو بانجھ نہ بنائے۔ اس وہم کی کوئی اصل نہیں بلکہ بے دلیل ہے۔ کیوں کہ بانجھ پن تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اس سے دلہن بیچاری کا کوئی سروکار نہیں۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کسی کو صاحب اولاد بنادے اور کسی کو بے اولاد بنادے۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے: لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ، أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (59) "سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے، اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے، بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقیناوہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد دینا نہ دینا یہ کسی کا اختیار نہیں بلکہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے خواہ کسی کو صاحب اولاد بنادے اور کسی کو بانجھ پن، کسی کو وہ لڑکا دے یا لڑکی اور کسی کو دونوں سے نوزے۔ یہ خیال کرنا کہ بے اولاد عورت اگر دلہن کے سر پر ہاتھ رکھے تو وہ بانجھ ہو جائے گی۔ یہ وہم ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا اللہ پر ایمان کے منافی ہے۔ لہذا ایسی سوچ سے بچنا چاہیے۔

شادی کے کپڑا کا جوڑا نہ دھونا:

د واده جوړه نه وينځل :

د واده جوړه چې ناوي توب ئي په کښې تير کړي وي په دي خيال نۀ وينځي چې بيا د خاوند کور نه زړه بديږي او بيلتون راځي (60)

"شادی کے کپڑے کا جوڑا جب دلہن استعمال کر کے تمام رسومات ادا کرے تو اس خیال سے اس کو نہ دھویا جاتا ہے کہ دلہن کا دل گھر سے نہ بھرے اور آپس میں جدائی نہ آجائے"۔

---

[57] ۔ صائم، کرکي اوکړني(توهمات)،ص40

[58] ۔ ایضاً،ص40

[59] ۔ سورۃ الشوریٰ:50

[60] ۔ صائم، کرکي اوکړني(توهمات)،ص65

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسلامی نقطہ نظر:

نئی دلہن کا کپڑے کا جوڑا اس خیال سے نہیں دھوتے کہ کہیں دلہن کو دل گھر سے نہ بھرے اور آپس میں میاں بیوی کی جدائی نہ ہو جائے۔ دین اسلام نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ تاکہ میاں بیوی میں جدائی نہ ہو بلکہ خوشگوار زندگی ہو۔ اسی حسن سلوک، تعظیم اور عزت دینے میں خوشگوار گھریلوں زندگی کا راز مضمر ہے۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ شادی کے کپڑوں کا جوڑا دھولیا جائے تو جدائی ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے تو کمزوریوں کے ساتھ ہی قبول کرنے اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ کی صنف نازک کے ساتھ بہترین برتاؤ کی تاکید کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ خود بھی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور مسلمانوں کو بھی عورتوں کے ساتھ نیکی، بھلائی اور اچھی معاشرت کی تاکیف فرمائی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي (61) "تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہو"۔

ایک اور حدیث میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا (62) "میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں"۔

لہذا اس خود ساختہ وہم کی کوئی بنیاد نہیں۔ بالکل بے دلیل اور بے اصل ہے۔

دلہن کے لیے کالے کپڑے نہ بنوانا:

دناوي جوړه توره نه كول:

زنانه د ناوي په جوړو جامو كښې توره جوړه په دي خيال نۀ كوي چي بيا سپيره كيږي (63)

"خواتین دلہن کے لیے کپڑوں کی تیاری میں کالے کپڑے بنوانے سے پرہیز کیا جاتا ہے اس خیال سے کہ اس سے دلہن منحوس ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

دلہن کے لیے شادی کے موقع پر کالے کپڑے بنوانا منحوس سمجھنا، اسلامی نقطہ نظر سے واضح رہے کہ لباس کے معاملے میں دین اسلام اور شریعت نے لباس کے سلسلہ میں چند اصول دیے ہیں لباس اتنا باریک نہ ہو کہ بدن چھپا نہ سکے اور مردوں سے مشابہت نہ ہو۔ یعنی شریعت نے عورت کو خاص وضع قطع کا پابند نہیں بنایا، البتہ کچھ حدود و قیود رکھی ہیں جن سے تجاوز کی اجازت نہیں ہے۔ ان حدود و قیود کا خیال رکھتے ہوئے کسی بھی وضع کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ (64) "رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنے، اور ان مردوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے"۔

نیز ایسا لباس نہ ہو جو ساتر یعنی ستر چھپانے والا نہ ہو۔ کیوں کہ لباس کا اصل مقصد قرآن نے ستر بتایا ہے۔ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ (65) "اے آدم کے بیٹو اور بیٹیوں! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقویٰ کا جو لباس ہے، وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں"۔

---

61 ۔ سنن ترمذی، رقم: 3895

62 ۔ صحیح مسلم، رقم: 1468

63 ۔ صائم، كركي اوكړني (توهمات)، ص 88

64 ۔ سنن ابو داؤد، رقم: 4097

65 . سورۃ الاعراف: 26

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ زیب وزینت اور آرائش کے لیے بھی اگر چہ لباس پہننا جائز ہے۔ تاہم لباس میں ایسی سادگی زیادہ پسندیدہ ہے جو انسان کے زہد وورع اور تقویٰ کا مظہر ہو۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ کالے کپڑے منحوس ہوتے ہیں۔ خواتین کے لیے شریعت میں رنگوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ کالے کپڑے منحوس ہوتے ہیں، یہ بے سند اور بے دلیل بات ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

دلہن کا کالی ہانڈی کو ہاتھ میں نہ لینا:

د ناوي توره کټوئي په لاس کښې نۀ اخستل :

ناوے ډیرے ورځے توره کټوئي نه اخلي ، دے سره کور سپیره کیږي او د کور نه برکت ځي [66]

" دلہن کا کالی ہانڈی ہاتھ میں نہ لینا: نئی نویلی دلہن کالی ہانڈی کو ہاتھ میں نہیں لیتے، اگر ایسا کیا تو گھر منحوس ہو جائے گا ور گھر سے برکت رخصت ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

پشتون معاشرہ میں اس مروج وہم کہ دلہن کا کالی ہانڈی ہاتھ میں نہ لینا، اگر ایسا کیا تو گھر سے برکت رخصت ہو جائے گی اور گھر منحوس ہو گا۔ کوئی حقیقت نہیں ،انسانی معاشروں مین دلہن شادی کے بعد گھر میں سب کی خدمت کرتی ہیں اور دعائیں لیتی ہیں۔ ایسا سوچنا اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔ دلہن کی خدمت سے نہ نحوست آجاتی ہے اور نہ ہی بے برکتی۔ یہ اوہام کے قبیل میں سے ہے۔

شیخ بابا[67] کا مزار:

شیخ بابا:

وئیلي شي چي په کوئټه کښې دشیخ بابا په مزارکومه ډولی تیریږی او ځو ډذي اونۀ کړي شوي نو په وادۀ کښې ځۀ چل کیږې [68]

" شیخ بابا: کہا جاتا ہے کہ کوئٹہ میں ایک شیخ بابا کا مزار واقع ہے اس کے پر سے اگر کوئی ڈولی بغیر فائرنگ کے گزر جائے تو کوئی مصیبت آجاتی ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

کسی ولی کسی بابا کے مزار کچھ بھی نہیں کر سکتا، یہ لوگوں کے اوہام ہیں۔ کہ کوئی مزار پر سے بغیر فائرنگ کے گزر جائے تو کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ یہ شیخ بابا کے مزار کے بارے میں مشہور ہے۔اس طرح یہ بدشگونی جائز نہیں البتہ نیک شگونی لینی چاہیے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُ الطِّيَرَةِ الْفَأْلُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْفَأْلُ؟، قَالَ: الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ [69]"بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس سلسلہ میں بہترین چیز فال ہے۔لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! فال کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فال وہ عمدہ بات ہے جو تم میں سے کوئی سنتا ہے"۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں بالکل بے بنیاد وہم ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اسلامی تعلیمات اور تقدیر پر ایمان کے متضاد ہے لہذا اس سے اجتناب لازم ہے۔ موت اور حیات االلہ کے حکم کے سوا کسی اور چیز کا عقیدہ رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

---

[66] ۔ شنواري، توهمات ، لیک اوخیړنه، ص40

[67] ۔ کوئٹہ بابا: مزار معصوم بابا کوئٹہ کے قریب پشین شہر میں واقع ہے اور شیخ بابا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہاں آنے والے افراد دانتوں کے درد کے علاج کے لیے زیارت کرتے ہیں اور کیل ٹھونک کر درد سے نجات پانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ 2010ء میں مزار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی، لیکن یہ ناکام رہی۔ مزار آج بھی عقیدت مندوں کا مرکز ہے۔ مزار معصوم بابا کی زیارت"، 2023

[68] ۔ صائم، کرکي اوکږني(توهمات)، ص39

[69] ۔ مسند ابو داؤد الطیالسی، رقم: 2634

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگنا:

په ملاست کس اوړيدل :

کۀ څوک ملاست وي او بل تن پرے واوړي نو بد فال او ګناه ګڼړلے شي ـ وائي چه دا ښه نۀ وي (70)

"لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگنا: اگر کوئی لیٹا ہوا شخص کو پھلانگ دے تو یہ گناہ اور بد شگونی سمجھی جاتی ہے اور یہ اچھا تصور نہیں کرتے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگ دینا انسانی تکریم کے حوالے اگر یہ بات ہو تو مناسب بات ہے، کیوں کہ انسان کی عزت اور تکریم اللہ کو محبوب ہے۔ اس لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انسانی تعظیم کا تذکرہ فرمایا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (71) "اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں، اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا ہے، اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے"۔

معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت سے نوزا ہے۔ اس لیے انسانی تعظیم واجب اور لازم ہے۔ لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگنا طبعی اور فطری طور پر بھی ناپسندیدہ ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے، مگر بد شگونی اور نحوست سمجھ لینا انسانی عقل سے بالا تر ہے۔ بے سند اور بے بنیاد بات ہے۔

رات کو شیشہ / آئینہ میں دیکھنا:

دشپے شيشه کښې کتل :

بنده سپيره کيږي ـ د بدنامۍ نښه (72)

"رات کو شیشہ میں دیکھنا: رات کو آئینہ میں دیکھنے سے بندہ منحوس ہو جاتا ہے نیز بدنامی کا باعث بنتا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

شیشے کے حوالے سے اس وہم کی کوئی بنیاد نہیں، شیشے میں دیکھنے سے نحوست نہیں ہوتی، بد شگونی کے بجائے اچھا شگون لینا چاہیے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اچھا شگون پسند فرماتے تھے: ارشاد نبوی ﷺ ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ (73) "رسول اللہ ﷺ اچھی اور نیک فالی کو پسند فرماتے تھے اور بد شگونی اور نحوست کو ناپسند فرماتے تھے"۔

---

70 ـ شنواري، توهمات ، ليک اوڅيړنه، ص26

71 ـ سورۃ بنی اسرائیل: 70

72 ـ شنواري، توهمات ، ليک اوڅيړنه، ص66

73 ـ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، امام، السنن ابن ماجہ، (سنن ابن ماجہ) مکتبہ دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، س۔ن۔، رقم: 3536

گونگی([74]) کی آواز:

ګونګي آواز:

خلق ګونګي آواز منحوسه او سپيره ګڼي([75])

"گونگی کی آواز: گونگی کی آواز کو منحوس سمجھا جاتا ہے"۔

تیتر([76]) کی موجودگی سے گھر میں نحوست ہونا:

تور تيتر:

تور تيتر چي په کوم کور کښې وي نوکوډي تعويزونه په دغه کور اثر نه کوي او د تيتر لري کولو سره کور سپيره کيږي ([77])

"کالا تیتر: کالا تیتر جس گھر میں بھی ہو اس گھر پر تعویذ اور جادو منتر اثر نہیں کرتا، البتہ تیتر کو گھر سے نکالنے سے گھر میں نحوست آجاتی ہے"۔

کالی بلی:

توره پيشو :

په غم ، آفت اخته کول بد ورپيښدل ([78])

"کالی بلی: کالی بلی کو منحوس جب کہ غم، مصیبت اور پریشانی آنے کی علامت قرار دیا گیا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

مختلف پرندوں کو اور بالخصوص کالی بلی کو منحوس سمجھنے کے متعلق اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ گونگی کی آواز ہو، گھر میں تیتر کی موجودگی ہو، یا کالی بلی ہو، رسول اللہ ﷺ نے کسی کو بھی منحوس نہیں کہا۔ البتہ گھر میں بلی یا اور پالتو پرندے پالنا شرعاً جائز ہے کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس کے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے۔ کالی بلی منحوس ہے یہ غلط بات اور وہم ہی ہے کیوں کہ بلی پالنا شرعاً ممنوع نہیں کیوں کہ کئی احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے متاع بیت میں (گھر کے افراد) شمار فرمایا ہے۔ سنن ابو داؤد میں تفصیل کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا واقعہ منقول ہیں: "داود بن صالح بن دینار تمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی مالکن نے انہیں ہریسہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے، دے کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے مجھے رکھ دینے کا اشارہ کیا (میں نے رکھ دیا) اتنے میں بلی آکر اس میں سے کچھ کھا گئی۔ جب حضرت عائشہؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو بلی نے جہاں سے کھایا تھا وہیں سے کھانے لگیں اور بولیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا ([79]) "یہ ناپاک نہیں کیوں کہ یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلی کے جھوٹے سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔

لہٰذا کوئی پرندہ یا جانور منحوس نہیں، بلاوجہ کسی چیز کو منحوس سمجھنا اور مصیبت اور آفت کی ذریعہ اور سبب سمجھنا باعث گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مخصوص دنوں میں ناخن نہ کاٹنا:

په څنو څنو نوکان نه پريکول :

---

74 ۔ گونگی: ایک خون دار جاندار ہے جو زیادہ تر ہوا میں پرواز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پرندوں کی خصوصیات میں ہلکی ہڈیاں، پنکھ اور چونچ شامل ہیں۔ یہ دنیا بھر میں مختلف اقسام میں پائے جاتے ہیں اور ان کی اہمیت قدرتی توازن کے لیے ضروری ہے۔ حسین، "قدرتی حیات اور پرندے"، 2021، ص34

75 ۔ صائم، کرکي اوکږني(توهمات)، ص51

76 ۔ تیتر: پرندہ تیتر ایک خشکی پرندہ ہے جو اپنی خوبصورت آواز اور تیز حرکات کے لیے مشہور ہے۔ یہ زیادہ تر جنگلات اور کھلی زمینوں میں پایا جاتا ہے اور قدرتی ماحول میں توازن قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ علی، "پاکستان کے پرندے"، 2019، ص58

77 ۔ صائم، کرکي اوکږني(توهمات)، ص69

78 ۔ شنواري، توهمات ، ليک اوخيرنه، ص45

79 ۔ سنن ابو داؤد، رقم: 86

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پهٔ ځنے ورځنو نوکانو پریکولو سره بنده سپیره کیږي (80)

(" مخصوص دنوں میں ناخن نہ کاٹنا۔ کیوں کہ مخصوص دنوں میں ناخن کاٹنا بندہ منحوس ہو جاتا ہے"۔)

اسلامی نقطہ نظر:

ناخن کٹوانا انسانی فطرت بھی ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔ اس میں کسی خاص دن کا ذکر نہیں، یہ کہنا کہ فلاں دن ناخن کٹوانا منحوس ہے یہ گھڑی ہوئی بات ہے۔ کسی بھی دن آپ صفائی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ناخن کاٹنے کو تمام انبیاء کرامؑ کا سنت قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:عَشْرَةٌ مِنَ الْفِطْرَةِ:قَصُّ الشَّارِبِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ،قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ (81)"دس چیزیں فطرت (انبیاء کرامؑ کی سنت ہیں، جو ہمیشہ سے آرہی ہیں) ہیں۔ مونچھیں کتروانا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو دھونا، ڈاڑھی کا چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناف کے نیچے بال صاف کرنا، استنجاء کرنا۔ مصعب بن شیبہ کہتے ہیں۔ دسویں بات میں بھول گیا، شاید وہ کلی کرنا ہو"۔

فطرت سے مراد جبلت یعنی مزاج و طبیعت کے ہیں جس پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہاں مراد قدیم سنت انبیاء کرامؑ ہیں۔ لہذا اس کے لیے کوئی خاص دن منحوس سمجھنا شریعت سے ناواقفیت ہے۔ جب بھی ضرورت ہو ناخن کاٹ سکتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جھولے کے متعلق بدشگونی لینا:

په ټال زانګل:

ماشومان دشپې مهال په ټال د زانګلو نه منع کولي شي ، ځکه چي په شپه کبني په ټال پیریان زانګي اؤ هسي نه چي پیریان ماشومانو ته څه نقصان ورسوي (82)

(" بچے کو شام کے بعد جھولے لینے سے منع کیا جاتا ہے اس لیے کہ شام کے بعد جنات جھولے لیتے ہیں اور ایسا نہ ہو کہ بچے کو نقصان پہنچائے"۔)

اسلامی نقطہ نظر:

آداب زندگی کے حوالے سے یہ وہم بالکل مطابق ہے، اور یہ اسلامی تعلیم بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو، اس لیے کہ اس وقت شیاطین (زمین میں) پھیل جاتے ہیں۔ البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہو"۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، أَوْ أَمْسَيْتُمْ، فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوهُمْ، فَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ (83)"جب رات کی تاریکی چھا جائے، یا شام ہو جائے۔ تو اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا کرو۔ کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں۔ پھر جب رات کا ابتداہی سے گرزار جائے، تو انہیں چھوڑ دو۔ اور دروازے بند کر کرتے ہوئے اللہ کا نام۔ کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا۔ اور اپنے مشکیزوں کا منہ اللہ کا نام لے کر باندھ دو۔ اور اپنے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈانپ دو۔ چاہے ان پر کوئی بھی چیز رکھ دو، اور اپنے چراغوں کو بجھا دو"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شام کے بعد بچوں کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ شیطان ان پر اپنے نقصان دہ اثرات ڈالتے ہیں۔ اور وبا بھی ان پر اترتی ہے۔ اگر ان ہدایت پر عمل کیا جائے، تو شیطانی اثرات اور وبا کی کے انزال سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شام کا اندھیرا چھانے لگے تو بچوں کر گھر بلا لیجیے اور باہر نہ کھیلنے دیجیے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ کسی اشد ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے نہ نکلنے دیں۔

---

80 ۔ شنواري، توهمات ، لیک اوخیرنه،ص41

81 ۔ سنن نسائی، رقم:5040

82 ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کرنی انګیرنی)،ص132

83 ۔ صحیح بخاری، رقم:5423

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ہاتھ سے کسی چیز کا گر جانے کے متعلق بدشگونی:

دلاس نه څه پريوتل:

چرته ددۀ خبرے کيږي - دچاپۀ خوله ددۀ نوم ([84])

(" ہاتھ سے کسی چیز کا گر جانا: کسی کے منہ پر اس کا نام ہو گا (یہ چیز اس لیے گر گئی) یا کوئی اس کے بارے میں بات کرے گا"۔)

اسلامی نقطہ نظر:

کسی چیز کا ہاتھ سے گر جانے کے بارے میں یہ باتیں کرنا کہ اس آدمی کا تذکرہ ہو رہا ہے یا کوئی اس کے بارے میں بات کر رہا ہوتا ہے۔ اگر یہ وہم حقیقت میں ایسا ہوتا تو آج ہم بھی اس کا مشاہدہ کرتے مگر اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ باتیں بالکل بے سند ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر:

نحوست، بدفالی اور بدشگونی کے متعلق احادیث میں کافی مواد موجود ہیں۔ نحوست سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں۔ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وَلَا طِيرة وَلَا صَفَرَ([85]) "کوئی بدشگونی نہیں ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے"۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا دور جاہلیت کے عرب کا عقیدہ تھا۔ انسان یا بلی وغیرہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ اور اس سے بدشگونی لیتے تھے۔ کوئی کام خراب ہو جاتا تو کہتے کہ آج صبح فلاں کا چہرہ دیکھا تھا وہ منحوس ہے، اس لیے آج میرا کام نہ ہو سکا۔ یا بلی نے راستہ کاٹ دیا ہے اس وجہ وہ اپنے کام کو انجام دینے سے رک جاتا ہے۔ یا یہ دلہن منحوس ہے اس لیے گھر میں حادثہ پیش آیا۔ حالانکہ کوئی مصیبت آنے پر کسی دوسرے کو منحوس قرار دینا، یہ مسلمان کا کام نہیں ہے بلکہ کافروں کا کام ہے۔ جیسا کہ فرعون کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ([86]) "اور اگر ان پر کوئی مصیبت پڑ جاتی تو اس کو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے"۔

کسی چیز سے بدشگونی لینا اور اپنے کام سے رک جانا، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی چیز کو نفع و نقصان کا محرک ماننا شرک ہے۔

اس لیے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ([87]) "بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نا کوئی وہم ہو جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کر دیتا ہے"۔

واضح ہوا کہ ایک مسلمان کا شایان شان یہ ہے کہ وہ اچھا شگون لے کیوں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اچھا شگون لیتے تھے اور اسے پسند فرماتے تھے۔ ایک مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ اچھا شگون لے کیوں کہ اسلام میں بدشگونی کی کوئی گنجائش نہیں، اس سے بچنا چاہیے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نحوست صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الفَرَسِ، وَالمَرْأَةِ، وَالدَّارِ([88]) "نحوست صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے: گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں"

۔

جب کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ اگر بدشگونی کسی چیز میں ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: إِنْ يَكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ، فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ([89]) "اگر بدشگونی کسی چیز میں ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی، نحوست صرف تین چیزوں میں ہوتی

---

[84] ۔ شنواري، توهمات ، ليک اوخيرنه، ص23

[85] ۔ صحیح بخاری، رقم: 5757

[86] ۔ سورۃ الاعراف: 131

[87] ۔ سنن ابو داؤد، رقم: 3910

[88] ۔ صحیح بخاری، رقم: 2858

[89] ۔ صحیح مسلم، رقم: 2225

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ہے۔ گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں (مگر ایسا نہیں)"۔ پھر ایک اور روایت میں نحوست کی نفی فرمائی کہ نحوست کی کوئی حقیقت اسلام میں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاَ طِيَرَةَ ([90])"کوئی نحوست اور بد شگونی نہیں ہے"۔

نبی اکرم ﷺ کے دور میں اور آپ سے پہلے ادوار میں دنیا کے عام فسادات اور جنگوں کی بنیاد تین چیزیں ہوا کرتی تھی یا اہم چیزیں رہی ہیں۔ رہنے کی زمین یعنی گھر، گھر کی نحوست یہ ہے کہ گھر آرام دہ نہ ہو، اس کا پڑوسی اچھا نہ ہو وغیرہ، عورت، عورت کی نحوست یہ ہے کہ عورت بد زبان اور بد اخلاق ہو شوہر کی نافرمان اور ناقدری کرنے والی ہو، اور سوار فوجیں یعنی گھوڑا، گھوڑے کی ں نحوست یہ ہے کہ وہ لات مارے، دانت سے کاٹے وغیرہ، اب جب اسلام آیا تو یہ منسوخ ہوا اور فرمایا گیا کہ نحوست ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی مگر اب ہے نہیں تو لہذا بد شگونی اور نحوست پر یقین رکھنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس سے اجتناب ہونا چاہیے۔ حضرت عمران بن حصینؓ([91]) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ، أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ عَقَدَ عُقْدَةً، أَوْ قَالَ: مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً، وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ([92])"جس شخص نے فال نکالی یا فال نکلوائی یا کہانت کا کام کیا یا اپنے لیے کروایا یا جادو کیا یا کسی سے جادو کروایا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں اور جو شخص کسی عامل کے پاس گیا اور اس کی باتوں پر یقین کیا تو اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے"۔

عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الْبَعِيرُ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَتَجْرَبُ بِهِ الْإِبِلُ، قَالَ: ذَلِكَ الْقَدَرُ، فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ ([93])"اسلام میں اچھوت نہیں کی بیماری، بد فالی اور الو سے بد شگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! بتائیے اونٹ کو کھجلی ہوتی ہے، اور پھر اس سے تمام اونٹوں کو کھجلی ہو جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تقدیر ہے، اگر ایسا نہیں تو پہلے اونٹ کو کس نے اس میں مبتلا کیا"؟

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بد فالی، بد شگونی اور نحوست کو ناپسند فرماتے اور اس سے نفرت فرماتے تھے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْغِضُ الطِّيَرَةَ وَيَكْرَهُهَا([94])"رسول اللہ ﷺ اچھی اور نیک فالی کو پسند فرماتے تھے اور بد فالی کو ناپسند فرماتے تھے"۔

جب کہ حضرت قبیصہ بن وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ، الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ ([95])"رمل، بد شگونی اور پرندہ اڑانا کفر کی رسموں میں سے ہے۔ پرندوں کو ڈانٹ کر اڑانا "طرق" ہے۔ "عیافۃ" وہ لکیریں ہیں جو زمین پر کھینچی جاتی ہیں، جسے رمل کہتے ہیں"۔

حدیث میں لفظ "طیرۃ" کے معنی ہیں، پرندوں کی آوازوں یا کسی بھی ناپسندیدہ چیز کو دیکھ کر فال یا بد فالی لینا۔ شریعت میں ان توہمات کے کوئی اصل نہیں ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان سب توہمات کے نام لے کر منع فرمایا اور بد شگونی اور پرندوں کے ذریعے فال معلوم کرنے کو کفر قرار دیا۔

---

90 ۔ صحیح بخاری، رقم: 5755

91 ۔ آپ کا پورا نام عمران بن حصینؓ ابو نجید خزاعہ ہے۔ علماء صحابہ میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ انہیں بصرہ بھیجا تھا تاکہ وہاں علم اور دین کی روشنی پھیلا ہیں۔ جنگ صفین میں غیر جانب دار رہے۔ آپ کے شیوخ میں نبی ﷺ اور معقل بن یسار اور تلامذہ میں الحسن البصری اور حفص اللیثی شامل ہیں۔ ابن حجر اور ذہبی نے کہا ہے کہ آپ صحابی ہیں۔ بصرہ میں 52ھ / 272ء کو وفات پائی۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج 1، ص29، الزرکلی الاعلام، ج5، ص70

92 - امام بزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، مکتبہ: العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، 1430ھ / 2009ء، رقم: 3578

93 - سنن ابن ماجہ، رقم: 3540

94 - ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمہ الازدی، الحجری، المصری، المعروف بالطحاوی، امام، شرح معانی الآثار، مکتبہ عالم الکتب، المدینہ المنورۃ، 1414ھ / 1994ء، رقم: 7083

95 - سنن ابو داؤد، رقم: 3907

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

نتائجِ تحقیق

1. پشتون معاشرے میں مختلف نوعیت کے توہمات اور عوامی عقائد رائج ہیں جن کا تعلق کائنات، انسانی عمر و موت، پیدائش و اولاد، نظرِ بد، بدفالی اور نحوست جیسے امور سے ہے۔
2. بعض مروجہ توہمات میں مخصوص اوقات، اشیاء یا واقعات کو انسانی عمر، موت یا مستقبل کے حالات پر اثرانداز ہونے کا سبب سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ ان تصورات کے لیے کوئی معتبر شرعی بنیاد موجود نہیں۔
3. بچوں کی زندگی، صحت اور عمر درازی سے متعلق بعض غیر ثابت شدہ رسوم اور طریقے بھی معاشرے میں پائے جاتے ہیں، جنہیں لوگ بچے کو نقصان یا موت سے بچانے کا ذریعہ تصور کرتے ہیں، لیکن تحقیق کے متن کے مطابق یہ تصورات اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔
4. نحوست اور بدفالی سے متعلق بعض تصورات معاشرتی رسوم کے ساتھ اس قدر وابستہ ہو گئے ہیں کہ انہیں دینی یا یقینی حقیقت سمجھنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے؛ اس لیے ان کی شرعی حیثیت کی وضاحت ضروری ہے۔
5. بعض توہمات انسانی اعمال اور قدرتی واقعات کے درمیان ایسے تعلق کا تصور پیش کرتے ہیں جو شرعی طور پر ثابت نہیں۔ مثال کے طور پر چاند گرہن جیسے قدرتی مظاہر کو انسانی گناہوں یا بداعمالی سے جوڑنا درست علمی رویہ نہیں۔
6. تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ثقافتی روایت اور اسلامی عقیدے میں امتیاز کرنا ضروری ہے؛ ہر قدیم یا مروج معاشرتی تصور کو محض رواج کی بنیاد پر اسلامی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔
7. توہمات کا ازالہ محض انکار سے نہیں بلکہ صحیح اسلامی عقیدہ، قرآن و سنت کی تعلیمات اور علمی و فکری شعور کے ذریعے زیادہ مؤثر طور پر کیا جا سکتا ہے۔

سفارشات

1. علماء، ائمہ اور دینی اداروں کو چاہیے کہ وہ معاشرے میں رائج اہم توہمات کی شرعی حیثیت کو قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کریں اور عوام کو صحیح اسلامی عقائد سے آگاہ کریں۔
2. پشتون معاشرے کی ثقافتی روایات اور اسلامی تعلیمات کے درمیان ایک واضح علمی امتیاز قائم کیا جائے، تاکہ ثقافتی روایت کو دین کا لازمی حصہ سمجھنے کا رجحان کم ہو سکے۔
3. مساجد، مدارس اور تعلیمی اداروں میں توحید، تقدیر، توکل اور اسباب کے صحیح اسلامی تصور پر خصوصی توجہ دی جائے۔
4. نئی نسل میں تنقیدی اور تحقیقی شعور پیدا کیا جائے تاکہ وہ موروثی تصورات کو محض اس وجہ سے قبول نہ کرے کہ وہ معاشرے میں قدیم زمانے سے رائج ہیں۔
5. ایسے توہمات کے خاتمے کے لیے مقامی زبان، بالخصوص پشتو، میں آسان اور مستند دینی مواد تیار کیا جائے تاکہ علمی اصلاح کا پیغام عام لوگوں تک مؤثر انداز میں پہنچ سکے۔
6. مستقبل میں اس موضوع پر میدانی تحقیق کی جائے اور مختلف علاقوں میں رائج توہمات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان تصورات کی نوعیت اور شدت مختلف پشتون علاقوں میں کس حد تک مختلف ہے۔
7. توہمات کے معاشرتی اور نفسیاتی اثرات پر بھی الگ سے تحقیقی مطالعات کیے جائیں، تاکہ مسئلے کے دینی پہلو کے ساتھ اس کے سماجی اثرات کو بھی جامع انداز میں سمجھا جا سکے۔